سید عطاء المحسن بخاری

پاکستان.......... یا، احمق دانشوروں کی چوپال؟

پیارے پاکستان .... گلشن کو شرمائیں تیرے ہرے بھرے میدان! کیا اچھا حسن آفریں، خیالات کو وطن سے محبت بخشنے والا شعر ہے۔ دشمن پاکستان یا نظریۂ پاکستان کی باطل تاویلات کرنے والا سیکولر اور لبرل ذہن بھی اس شعر کو گنگنانے اور سننے کے لئے مجبور ہوجاتا ہے۔ گردوپیش میں پیدا ہونے والی نغماتی لہروں سے ساری فضا معمور ہو جاتی ہے، جھوم اٹھتی ہے، ہوائیں بھی نغمہ سرا ہو جاتی ہیں۔ کوئی پتھر ہی اس نغماتی حسن کے کیف وسرور کی سمعی و بصری لذتوں اور لطافتوں سے محروم ہو تو ہو، انسان نام کا کوئی جاندار تو اس سے حظ اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہمارے اس حسین دیس کی سندرتا کو گھنانے والے سیکولر اور لبرل سپوت اندھا دھند اس کام میں مصروف ہیں کہ تمام کفار و مشرکین اور ہمہ قسم کے مرتد، زندیق اور ملحد لوگوں کو محب وطن، ترقی پسند، روشن خیال ثابت کیا جائے اور باور کرایا جائے کہ وطن عزیز کی تعمیر و ترقی کے تمام راستے انہی لوگوں کی سعی و ہمت سے کھل جائیں گے اور بستی کا امن، آبادی کا رنگ و نور انہی لوگوں کے رویوں، جذبوں اور عمل میں مستور ہے۔ یہ عناصر ملکی سیاست کی بنیاد بھی انہی افراد کی سیکولر پالیسیوں پر قائم کرتے ہیں، سیاسی عمل کو آگے بڑھاتے ہیں اور اپنی مسموم اغراض کی تکمیل کرتے ہیں۔ چاہے یہ لوگ مسلم لیگ میں ہوں، پیپلز پارٹی کی جھالر ہوں یا اے این پی کا طوق گلو ہوں، سیاسی دانش گاہ میں بیٹھ کر بڑی بڑی ''گراں قدر'' حماقتیں کرتے ہیں۔ مثلاً ان سیکولر پارٹیوں نے اپنے وسیع الخیال اور ''وسیع البنیاد'' سیاہ دامن میں مرزائیوں، عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور سکھوں کو پناہ دے رکھی ہے اور اس مذموم رویے کے عوض کفار و مشرکین سے مالی منافع حاصل کرتے ہیں، حقوق انسانی کے نام پر دینی حقوق کی بے دریغ پامالی کرتے ہیں۔ ان کی انہی سیکولر پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ پاکستان کے بے عمل حکمرانوں، نام نہاد عادلوں نے توہین عدالت کا قانون تو بنایا ہوا ہے اور اس پر عمل بھی ہوتا ہے مگر اس ''نظریاتی ملک'' کے ''مسلمان نما'' لوگوں نے توہین رسالت کا قانون پہلے تو بنایا ہی نہیں اور جب بنا لیا ہے تو اس پر عمل جاری نہیں کیا گیا۔ مرزائیوں کے ''حضرت صاحب'' مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں اس قدر توہین انبیاء و رسل (علیہم السلام) ہے کہ پناہ بخدا، مگر نہ تو کسی مرزائی کو سزا دی گئی، نہ مرزائیوں کے ناپاک لٹریچر کو ضبط کیا گیا، نہ ان کو تبلیغ ارتداد سے روکا گیا۔ حکومتی اداروں نے ان کا قطعاً تعاقب نہیں کیا بلکہ انہیں ہر حکومت نے ملازمتیں اور عزت دی، مالی منافع دیئے، انہیں تحفظات فراہم کئے۔ اس ملک میں محمد حنیف رامے جیسے سمجھ دار لوگ بھی مرزائیت کے تحفظ میں گوئے سبقت لے گئے۔ کمال تو ان ''شاندار'' مرزائیوں کا ہے جو سیاسی برقع اوڑھ کر سیاسی مفاد پرستوں کے ہوس اقتدار کی خواہشوں، آرزوؤں

اور سسکتی بلکتی تمناؤں کی تکمیل و تشکیل میں جت جاتے ہیں اور مخالف کی معمولی سی جنبش کو سیاسی خورد بین سے دیکھ کر مستقبل کے خطرے بھانپنے والے سیاسی حشیش فروش، مرزائیوں کو نہیں پہچان سکتے، بلکہ ان کی بے گناہی کے مناد بن جاتے ہیں، ان کی صفائیاں دیتے اور ان کے "اخلاق عالیہ" کے گن گاتے ہیں، دینی کارکنوں اور زعماء کو دہشت گرد، بنیاد پرست، انتہا پسند، فرقہ باز اور نہ جانے کیسی کیسی بیہودیانہ اصطلاحات سے نوازتے ہیں اور منہ ٹیڑھا کر کے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں مولویوں کا رویہ تو "ھیومن رائٹس" کے منافی ہے۔ مگر یہ سیکولر وحشت اثر اتنی سمجھ کا مالک ہی نہیں کہ وہ سمجھے کہ انبیاء ورسل علیہم السلام کی توہین اور ان کے بارے میں نازیبا الفاظ کا استعمال سب سے بڑا غیر انسانی فعل ہے۔ اس غیر انسانی رویے سے روکنے کی بجائے الٹا روکنے والے، احتجاج کرنے والے اور سزا کا مطالبہ کرنے والے کو انسانی حقوق کا دشمن کہا جاتا ہے۔ کسی عام آدمی کے کافر ماں باپ کو اگر ایسا ویسا کہا جائے تو وہ ناقابل برداشت ہوتا ہے، جن کے صدقے حیوانوں کو آدمیت کی سوغات ملی، ان کی شان میں گری ہوئی گفتگو کیونکر برداشت کی جا سکتی ہے؟ سب سے اہم مسئلہ تو یہ ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہتک آمیز لب ولہجہ آدمی کو دین و ایمان سے باہر پھینکتا ہے۔ نہ جانے احمقوں کی چوپال میں براجمان "دانشور" اس پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے؟ اس پہلو سے کیوں نہیں سوچتے؟ یورپ کا ناپاک قانون بھی ملکہ کی توہین اور حکومت میں مداخلت پر تو گرفت کرتا ہے لیکن سیدنا مسیح مقدس علیہ السلام پر کیچڑ اچھالنے والے اور سر بازار بکنے والوں کو کچھ نہیں کہتا، پاکستان میں بھی سیاسی اٹھا بٹخ کرنے والوں، حکومت پر تنقید کرنے والوں اور حکمرانوں کو کوسنے والوں کی پکڑ دھکڑ ہوتی ہے۔ محمد علی جناح پر جائز و ناجائز گفتگو کرنے والے پر تو "تف تف" ہوتی ہے، قانون حرکت میں آتا ہے لیکن بے حسی، مردہ ضمیری اور کافری ملاحظہ فرمائیں کہ توہین رسالت کے مجرموں کو نہ ہی پکڑا جاتا ہے نہ انہیں سزا دی جاتی ہے بلکہ ان سیاسی کرگسوں، شکم پرست بے دین دانشوروں، اھرمن کی کنیزوں اور استعماری خروں نے انہیں باہر بھجوا کے اپنی ارواح خبیثہ کو سکون پہنچایا ہے۔ پاکستانی مرزائیوں کو اقتداری برہمنوں نے کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور اس پیارے دیس کی شانتی داؤ پر لگا رکھی ہے۔ سکون کے دن رات غارت کر دیئے اور خوف و ہراس کی کالی رات لمبی کر دی ہے۔

اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

یا

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں

ایسے ادراک فروشوں، رات کے شہبازوں، شرع پیمبر سے بے زار لوگوں کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے درست فرمایا تھا

زمن گیرا ایں کہ نادانے نکو کیش

زدانش مند بے دینے نکو تر